علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختلافی مشقوں کے لیے آرڈر کے لیے ابھی ہم سے رابطہ کریں

مضمون	:	تاریخ مسلمانان برصغیر
سطح	:	ایف۔اے
کوڈ	:	321
مشق	:	01
سمسٹر	:	بہار 2025ء

سوال نمبر 1 (الف) درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

1۔ منصورہ شہر کی بنیاد کس نے رکھی تھی؟

جواب۔ منصورہ شہر کی بنیاد عمر بن محمد بن قاسم نے رکھی ہے۔

2۔ بابا فرید گنج شکر کا انتقال کب ہوا؟

جواب۔ 1265ء میں وفات پائی۔

3۔ دہلی سلاطین کے دور میں ایک پرگنہ کتنے دیہاتوں پر مشتمل ہوتا تھا؟

جواب۔ دیلی سلاطین کے دور میں ایک پرگنہ عموماً 100 سے 150 دیہاتوں پر مشتمل ہوتا تھا۔

4۔ دیوان رسالت کا محکمہ کیا کام سرانجام دیتا تھا؟

جواب۔ دیوان رسالت امور خارجہ کا محکمہ تھا۔

5۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا مسعود کب تخت نشین ہوا؟

جواب۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا مسعود 1030 عیسوی میں تخت نشین ہوا۔

(ب) درج ذیل خالی جگہ مناسب الفاظ کی مدد سے پُر کریں۔

1۔ سلطان ناصر الدین محمود نے سندھ کو **پانچ** صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

2۔ ہلاکو خان نے بغداد کو **1256** میں تباہ کیا۔

3۔ ترکی اور فارسی زبان میں سرا م **محل یا کمرہ** کو کہتے ہیں۔

4۔ ہندوؤں کی مقدس کتابوں کی تعداد **چار** تھی۔

5۔ ہندو راجا چنچ نے سندھ پر **400** سال تک حکومت کی۔

سوال نمبر 2 اسلام کی آمد سے پہلے برصغیر کے ہندو معاشرے کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حال کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔ (20)

جواب

سیاسی حالات: شمالی ہندوستان میں برصغیر خصوصاً پاکستان کا موجودہ علاقہ مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندو تہذیب وثقافت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ سرحد، بلوچستان میں یعنی قابل اور قندھار سے مسلمانوں کی آمد ملتان تک بدھ مت کا دور دورہ تھا۔ سندھ میں برہمنوں کی طاقت اور فوقیت حاصل تھی۔ لیکن ہندو ثقافت کا شاندار دور ختم ہوئے صدیاں گزر چکی تھیں۔ گپت خاندان کی شادی شان وشوکت اور استحکام اشوک کا انصاف اب پرانے زمانے کی کہانیاں تھیں۔ ہندو حکمران پرش کی وفات کے پانچ سال بعد تک برصغیر میں طائف املگو کی کا یعنی خود مختاری کے رجحانات کا دور دورہ تھا۔ کوئی ایک مرکزی حکومت قائم نہ ہو سکی۔ مختلف جگہوں پر زمینداریاں اور جاگیریں تھیں۔ جس کا بس چلتا اپنی جاگیریں توسیع کر لیتا اور دوسروں کی جاگیریں توسیع یعنی چھین لیتا۔ پنجاب پر پانچ صدی عیسوی سے راجپوت حکمران تھے۔ سندھ پر برہمنوں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ بلوچستان میں کئی قبائلی سردار حکومت کر رہے تھے۔ اور کشمیر بھی مختلف ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ اس دور میں صرف قنوج، اجمیر ، بنگال، اور دکن میں کچھ ہندو راجاؤں نے ریاستوں کو مقام دیا۔ برصغیر میں مرکزیت اور یہاں کے باشندے میں ہندوستانی ہونے کا شعور بھی موجود نہیں تھا۔

معاشرتی حالات: مسلمانوں کی آمد سے قبل برصغیر کا معاشرہ مختلف طبقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ فرعون نے تو معاشرے کے دو گروہ بنائے تھے۔ ایک امیر اور دوسرا غریب لیکن برہمنوں نے برصغیر میں کئی ذاتوں کو طبقوں کی صورت دے رکھی تھی۔ ذاتوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

ا۔ برہمن ۲۔ کھشتری ۳۔ ویش ۴۔ شودر

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

برہمن: یہ سب سے بلند ذات تصور کی جاتی تھی ان کو معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔

کھشتری: برہمن کے بعد طاقتور ذات کھشتری تھی۔ان کا کام ملک کی حفاظت تھا۔

ویش: یہ تیسری ذات تھی یہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔

شودر: یہ سب سے نچلی ذات ہے۔

معاشرتی اور مذہبی حالات:

اخلاقی انحطاط: ذات پات کا یہ نظام اخلاقی کمزوریوں کا سبب بنا ہر طبقہ دلی طور پر دوسرے سے نفرت کرتا تھا۔معاشرتی بنیاد پر ظلم وستم موجود تھا۔

معاشرتی رسمیں: شادی معاشرے کی بنیادی رسم ہے۔ہندو معاشرے میں بچپن میں شادی عام تھی۔شادی صرف خاندان یا ذات کے طور پر ہی ہوسکتی ہے۔ برہمن کو صرف چار شادیاں کرنے کی اجازت تھی۔شوہر مرجاتا تو بیوہ کو دوبارہ دوسری شادی کی عمر بھر اجازت نہ تھی۔

عورت کا مقام: ہندو معاشرے میں عورت کم تر اور ذلیل ترین مخلوق تھی۔ہندو دھرم کے مطابق بچپن میں لڑکی کو باپ کی فرمانبردار ہونا چاہئے۔جوانی میں شوہر کی خدمت کرنی چاہیے۔

بود و باش: ہندوؤں کا رہنا سہنا غلاظت آمیز تھا۔یہ اپنے جسم کے کسی حصے کے بال نہ تراشتے تھے۔جسم زیادہ تر ننگا رہتا تھا۔ناخنوں کو بڑھانے الگ الگ کھانا کھاتے اور بچا کھچا کھانا پھینک دیتے۔

تعلیم: ہندومت میں تعلیم حاصل کرنے کا حق صرف برہمنوں کو تھا۔باقی تمام ذاتوں کے لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

ذہنی ماحول: برصغیر کو اگر دیہاتی معاشرہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔دیہات آج بھی یہاں کے سیاسی اور معاشرتی امور کی نگرانی کر رہا ہے۔زمینداروں اور دیہی برادریاں دیہات میں قائم ہیں یہ صورتحال مسلمانوں کی آمد سے پہلے موجود تھی۔

معاشی حالات تجارت: برصغیر میں تجارت ویش کے ہاتھ میں تھی جو نسل در نسل اپنے کام کے ماہر ہوتے۔ یونان، چین، مصر اور عرب تک ان کے تجارتی قافلے جاتے تھے۔ان کے تجارتی قافلے بندرگاہوں میں بحری جہاز، تجارتی مال لاتے اور لے جاتے تھے۔مالا بار اور دیبل کی بندرگاہیں قابل ذکر ہیں۔ویش کو اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ برہمن کو پیش کرنا پڑتا ہے۔

زراعت: برصغیر بنیادی طور پر زرعی علاقہ ہے اس کا معاشرہ بھی زرعی معاشرہ تھا دیہات قائم ہونے زمینداریاں وجود میں آئیں۔لوٹ کھسوٹ یا ایک سلسلہ جاری ہوا۔زراعت میں ترقی نہ ہونے کے برابر تھی۔دریاؤں کے اردگرد کھیتی باڑی ہوتی تھی۔یہ کام کسان کا تھا کسان کا کام بے حد ہوتا تھا۔جو بے حد غریب تھا۔اس کے باوجود پاکستان کا علاقہ برصغیر کے لئے اناج مہیا کرتا تھا۔کسی حد تک زراعت دریائے سندھ کے دونوں کناروں پر ہوتی تھی۔

سودی کاروبار: تجارت اور زراعت کا دارومدار روپے پر تھا۔عام تاجر کے پاس لگان، قحط اور لوٹ مار کے بعد تباہی کے بعد پیسہ بچتا ہی کہاں تھا۔چنانچہ ضرورت کے وقت اسے ساہوکار سے روپیہ قرض لینا پڑتا ہے اس سود کی شرح عموماً دس فی صد سالانہ تک ہوتی سود کی رقم پر سود مرکب وصول کیا جاتا۔

عام معاشی حالت: ساتویں صدی عیسوی میں برصغیر میں عام معاشی حالات دل گرد وں تھی۔روپیہ سونا چاندی، اور قیمتی جوہر برہمنوں اور ساہوکاروں کے پاس ہوتے تھے۔عوام ایک وقت کے بعد دوسرے وقت کی روٹی کی تلاش میں رہتے۔غربت کے باعث عوام لباس نہ پہن سکتی زیادہ سے زیادہ لنگوٹی ان کے پاس ہوتی۔رفتہ رفتہ چارے سے جسم ڈھانپا چاہیے۔مسلمانوں نے یہاں تک لوگوں کو شلوار قمیض اور پاجامہ سے روشناس کرایا۔چنانچہ سندھ، بلوچستان، سرحد نے شلوار قمیض کا رواج حاصل کیا جوا، قمار بازی عام تھی۔ملاوٹ، فریب، قتل عام تھی۔

سوال نمبر 3 سلاطین دہلی کے مرکزی نظام کے بنیادی خدوخال کی وضاحت کریں۔

جواب۔

سلطنت دہلی کا قیام۔ سلطان محمد غوری نے 1206ء میں گھکھڑوں کے ہاتھوں سوہاوہ کے قریب دیمک کے مقام پر جام شہادت نوش کیا تو اس کے جانشین اور بھتیجے سلطان محمود غوری نے قطب الدین ایبک کو برصغیر کا خودمختار حکمران تسلیم کرلیا۔سلطان قطب الدین ایبک نے سلطنت دہلی کی بنیاد رکھی جو بابر کے حملے (1526ء) تک قائم رہی۔سلاطین دہلی خود کو عباسی خلیفہ کا نائب تصور کرکے نظام حکومت چلاتے رہے۔سلطان شمس الدین التمش، سلطان محمد بن تغلق اور سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنی حکومت کے قانونی جواز کے لئے عباسی خلفاء سے باقاعدہ منشور حکومت حاصل کئے۔باقی سلطان خلیفہ کی اطاعت کا دم بھرتے رہے اور خطبات جمعہ وعیدین میں عباسی خلیفہ کا نام لے کر اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہے۔سلاطین دہلی کے سکوں پر ایک طرف سلطان کا نام اور دوسرے طرف عباسی خلیفہ کا نام مضروب ہوتا تھا۔اس طرح انہوں نے اپنی حکومت کا قانونی جواز تلاش کرلیا تھا۔

سلطان۔ سلطنت دہلی کا حکمران سلطان کہلاتا تھا۔حکومت کے چھوٹے بڑے تمام عہدہ داروں کا تقرر اور تنزل اسی کے ایماء پر ہوتا تھا۔قانونی اور اصولی طور پر سلطان خلیفہ کا نائب تھا اور اسی سے منشور حاصل کرکے وہ قانونی حکمران بنتا تھا۔جو سلاطین منشور حاصل نہیں کرتے تھے، وہ بھی خلیفہ کی اطاعت کا دم بھرتے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تھے۔ کہنے کو تو سلطان خلیفہ کا نائب تھا لیکن وہ عملی طور پر خود مختار، مطلق العنان اور وسیع تر اختیارات کا حامل ہوتا تھا۔ وہ انتظامیہ اور عدلیہ کا مختار کل ہوتا تھا۔ وہ افواج کا سپہ سالار اعلیٰ ہوتا تھا۔ سلطنت کے تمام ذمہ دار عہدو داروں کا تقرر وہ خود کرتا تھا۔ یہ تمام عہدہ دار اس کے سامنے جواب دہ ہوتے تھے۔ وہ اگر چاہتا تو اپنے وزیروں اور مشیروں سے اور کبھی کبھی علماء سے مختلف امور پر مشورہ کر لیتا تھا۔ لیکن ان کے مشوروں کا پابند نہ تھا۔

سلاطین کو عدل وانصاف کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا۔ سلطنت کے اہم شہروں اور قصبوں میں مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے قاضی موجود رہتے تھے۔ کبھی کبھی سلطان خود بھی مقدمے سن لیتا تھا۔ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔ محمد بن تغلق خود کو سلطان عدل کہلانا پسند کرتا تھا۔ شیر شاہ سوری کو بھی اس کے ہم عصروں نے سلطان عادل کا خطاب دیا تھا۔ قومی نوعیت کے اہم مقدموں کا فیصلہ کرنے کے لئے سلطان علماء اور مشائخ کا محضر طلب کر لیتا تھا۔ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت جلال الدین تبریزی کے مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لئے اور سلطان غیاث الدین تغلق نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے خلاف علماء کی شکایت پر محضر طلب کئے تھے۔

نائب المملکت۔ سلطان کے بعد نائب المملکت یا نائب المما لک کا عہدہ سب سے اہم سمجھا جاتا تھا۔ اس عہدے پر فائز سلطان کا نائب سمجھا جاتا تھا اور اس کا منصب وزیر سے بڑا ہوتا تھا۔ یہ عہدہ مستقل نہ تھا۔ اس لئے بعض سلاطین کے عہد میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ سلطان کی دارالحکومت میں موجودگی کے زمانے میں نائب المملکت کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن سلطان کی دارالحکومت سے غیر موجودگی کے زمانے میں وہ اس کے نائب کی حیثیت سے تمام اختیارات استعمال کرتا تھا۔

کمزور سلاطین کے عہد میں سلطان کی دارلحکومت میں موجودگی کے باعث نائب المملکت بڑا صاحب اقتدار سمجھا جاتا تھا اور سلاطین ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے رہتے تھے۔ محمد بن تغلق جب گجرات سے باغی گورنر طغی کی بغاوت فرو کرنے کے لئے گجرات کی طرف روانہ ہوا تو خواجہ جہاں کو نائب المملکت بنا گیا۔ محمد بن تغلق کی وفات کے بعد اس نے ایک مجہول النسب لڑکے کو سلطان کا فرزند ظاہر کر کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کی، لیکن وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ سلطان فیروز تغلق بھی جب کبھی دہلی سے باہر جاتا تو اپنے وزیر خواجہ جہاں کو اپنا نائب بنا جاتا تھا۔

وزیر۔ وزیر بوجھ اٹھانے والے کو کہتے ہیں۔ وہ حکمران کی بہت سے ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا کر اسے سبکدوش کر دیتا ہے اس لئے اسے وزیر کہا جاتا ہے۔ سلاطین دہلی کے ہاں منصب وزارت میں بڑی اہمیت تھی۔ بیشتر سلاطین اپنا وقت فتوحات، سیر و شکار اور مجالس عیش و طرب میں گزارتے تھے۔ اس لئے نظم و نسق چلانے کی ذمہ داری وزیر پر آتی تھی۔ وزیر کے فرائض میں سلطان کو اہم امور میں مشورہ دینا، محکمہ مال کی نگرانی کرنا، خزانے کا حساب کتاب رکھنا، عمال کا تقرر اور معطّلی، خراج، لگان اور دوسرے

واجبات کی وصولی۔ سلطنت کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا، عوام کو ہر حال میں مطمئن رکھنا، مہمات کی نگرانی کرنا، سلطان کی ضروریات اور آرائش کا خیال رکھنا، شاہی اصطبل کی نگہداشت، فوجیوں کی بھرتی اور تربیت، یتیموں اور بیوہ عورتوں کی سرپرستی، علماء و مشائخ کی خدمت، ترویج علم کے لئے کوشش کرنا اور روزمرہ کا کام چلانا تھا۔ بالفاظ دیگر حکومت کا کوئی شعبہ اس کے اختیار سے باہر نہ تھا۔

دیوان عرض۔ سلاطین دہلی کے زمانے میں محکمہ دفاع ''دیوان عرض'' کہلاتا تھا اور اس کے سربراہ کو ''عارض مما لک'' کہتے تھے۔ اس کے فرائض میں فوج کی بھرتی اور تربیت، فوجوں کی تنخواہوں کی ادائیگی، اسلحہ کی فراہمی، فوج کے لئے رسد کا اہتمام، گھوڑوں کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال، باربرداری کے لئے جانوروں کی فراہمی اور اپنے محکمہ سے متعلقہ ریکارڈ کی تیاری شامل تھے۔ عارض مما لک سال میں کم از کم ایک بار فوجیوں اور ان کے گھوڑوں کا معائنہ کرتا تھا۔ دیوان عرض کے محکمے میں تمام فوجیوں اور جانوروں کا حلیہ اور شناختی نشانوں کو محفوظ رکھا جاتا تھا۔

دیوان رسالت۔ دیوان رسالت امور خارجہ کا محکمہ تھا۔ اس محکمے کو ہمسایہ مما لک کے حکمرانوں سے خط و کتابت کرنا پڑتی تھی، اس لئے اس کا نام دیوان رسالت پڑ گیا۔ سلاطین دہلی دربار خلافت کے ساتھ باقاعدہ تعلقات رکھتے تھے۔ سفیروں اور تحائف کے تبادلے کے علاوہ خط بھی آتے جاتے رہتے تھے۔ جب سلطان کسی دشمن پر فتح پاتا یا کوئی اہم علاقہ فتح کرتا تو اپنے اس کارنامے کا ذکر فخریہ انداز میں ہمسایہ مما لک کے حکمرانوں کو لکھ کر بھیجتا تھا۔ غیر مما لک سے جو سفیر آیا کرتے تھے، ان کی دیکھ بھال اور آؤ بھگت بھی اسی محکمہ کے ذمہ داری تھی۔

صدور الصدور۔ مذہبی امور اوقاف صدر الصدور کی نگرانی میں تھے۔ سلطان کسی معروف عالم کو اس منصب پر فائز کرتا تھا۔ اس کے ذمہ اوقاف کی دیکھ بھال، دینی مدارس کی سرپرستی، علوم دینیہ کی اشاعت، مساجد کی تعمیر اور خطیبوں اور موذنوں کا تقرر، علماء مشائخ، سادات، یتامی اور بیوگان کی مالی امداد، غربا اور مساکین کی دیکھ بھال اور خانقاہوں کی امداد شامل تھے۔ یہ منصب بڑا اہم اور تقدس کا حامل تھا۔

دیوان قضاء۔ محکمہ عدل وانصاف دیوان قضا کہلاتا تھا۔ اس محکمہ کا سربراہ قاضی القضاۃ یا قاضی المما لک کہلاتا تھا۔ اس کے ماتحت صوبوں میں قاصی ہوتے تھے۔ قاضی کے فرائض میں مقدمات کا فیصلہ کرنا، حدود کا نفاذ، حلف لینا، گواہی قبول کرنا (جیسے رویت ہلال کے بارے میں)، ترویج یتامیٰ، اوقات کی نگرانی، خطباء و آئمہ کی دیکھ بھال، متوفی کی وصیت پر عمل درآمد، لاوارث جائیداد کی نگہداشت، گمشدہ اموال اور امانتوں کی خبر گیری اور سرکاری عمال کے بارے میں شکایات سننا شامل تھے۔ عہد سلاطین میں قاضی مغیث الدین جیسے کئی نامور قاضی ہو گزرے ہیں۔ جو کلمہ حق کہنے سے باز نہیں آتے تھے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

دیوان انشاء۔ یہ محکمہ شاہی خط وکتابت کا ذمہ دار تھا۔موجودہ دور کی اصطلاح میں اسے سیکر یٹریٹ کہنا چاہیئے ۔اس محکمہ کا نگران ''دبیر خاص'' کہلا تا تھا اور اس کے ماتحت بہت سے کاتب ہوا کرتے تھے۔ یہ محکمہ اعلیٰ افسروں کے نام فرامین جاری کرتا تھا۔سلاطین کی صوبائی گورنروں اور سپہ سالاروں کے ساتھ خط وکتابت بھی اسی محکمہ کے توسط سے ہوا کرتی تھی۔عہدہ داروں کے تقرر اور موقوفی کا ریکارڈ بھی یہیں رہتا تھا۔سلطان دبیر خاص کو خط کا مفہوم بتا دیتا اور وہ اپنے فصیح و بلیغ الفاظ کا جامعہ پہنا دیتا۔

دیوانِ برید:۔ اس محکمہ کا کام یہ تھا کہ بادشاہ کو ملک کے ہر حصے سے کسی بھی قسم کی خبر فوراً پہنچائی جائے اس محکمے کے سربراہ کو برید الممالک کہا جاتا تھا۔یہ ایک طرح کی سراغرساں ایجنسی تھی۔سلاطین کے دور میں مواصلات کا نظام کم تھا۔ اسلئے جاسوس چھوڑ دیئے جاتے تھے تا کہ مقامی عہدیداروں کی ''ناجائز و جائز'' سرگرمیوں کا علم ہو سکے۔

کوتوال۔ شہر میں پولیس کا اعلیٰ افسر کوتوال کہلاتا تھا۔شہر میں امن وامان کا قیام اس کے فرائض میں شامل تھا۔وہ چوروں،ڈاکوؤں،بدمعاشوں اور جرائم پیشہ افراد پر کڑی نظر رکھتا تھا۔بسا اوقات وہ رات کے وقت شہر میں گشت کیا کرتا تھا۔محتسب کی طرح وہ بھی برائی کے اڈوں کو ختم کرنے کا ذمہ دار تھا۔شہر کے دروازوں کو نماز مغرب کے بعد بند کروانا اور فجر کے وقت کھلوانا اس کی ذمہ داری تھی۔

وکیل در۔ سلطان کے ذاتی عملے کا سربارہ وکیل ور کہلاتا تھا۔شاہ محلات کے ملازمین،چوبدار،نقیب،سلطان کے ذاتی غلام،محلات کے حفاظتی دستے اور اہل کار اس کی ماتحتی میں اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ان کی تنخواہ بھی اسی کے توسط سے تقسیم ہوتی تھی۔وہ شاہی مطبخ،آبدار خانہ،فیل خانہ اور اصطبل کا بھی نگران ہوتا تھا۔شاہی بیگمات کی ضروریات کا خیال رکھنا اور شہزادوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل تھا۔

امیر حاجب۔ وکیل در کے بعد اہمیت کے اعتبار سے امیر حاجب کا عہدہ تھا۔عباسی حکومت میں اس عہدے کا پتہ چلتا تھا۔وہیں سے دہلی کی سلطنت میں اس کا رواج پڑا۔سلطان عموماً محلات کے اندر رہتا تھا اور عوام وخواص کے ساتھ کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھتا تھا۔بڑے بڑے افسر بھی سلطان سے ملنے کے لئے کئی کئی روز اس کا انتظار کیا کرتے تھے۔یہ امیر حاجب کی ذمہ داری تھی کہ وہ سرکاری افسروں اور ضرورت مندوں کو سلطان کے حضور پیش کرے اور ان کا تعارف کرائے۔ فریادی بھی اسی کے توسط سے اپنی عرضداشتیں سلطان کے ضور میں پیش کیا کرتے تھے۔

نقیب۔ جب سلطان اپنے محل سے باہر آتا تو نقیب اس کی آمد کا اعلان کرتا،وہ شاہی جلوس کے آگے آگے چلتا اور لوگوں کو باادب رہنے کی تلقین کرتا۔گویا معمولی سا عہدہ تھا لیکن سلطان کے قریب کی وکہ سے بڑا معزز عہدہ سمجھا جاتا تھا۔نقیب کے سر پر مور کے پروں والا طلائی مکٹ اور ہاتھ میں سونے کا گرز ہوا کرتا تھا۔نقیبوں کا افسر اعلیٰ،نقیب النقبا کہلاتا تھا۔

جاندار۔ سلطان کے ذاتی محافظ جاندار کہلاتے تھے۔ان کے افسر اعلیٰ کو سر جاندار کہتے تھے۔اس دستے میں بڑے صحت مند، بلند قامت، وجیہہ اور بہادر جوان بھرتی کئے جاتے تھے۔سلطان غیاث الدین بلبن نے سیستان سے دیو قامت جوان بلا کر اس دستے میں بھرتی کئے تھے۔ضیاء الدین برنی کی روایت ہے کہ ان کے جاہ وجلال کو دیکھ کر کمزور دل انسان بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔

سوال نمبر 4 غزنوی اور غوری عہد کے ادوار کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

جواب:

سلطان محمود غزنوی: تاریخ میں برصغیر پر سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملے مشہور ہیں۔شروع میں تو اپنی سلطنت کو راجہ جے پال کی دستبرد سے بچانے کے لئے اس نے درہ خیبر، پشاور اور بھٹنڈہ پر حملہ کیا۔مگر بعد میں ہندو راجاؤں کی امداد کرنے والے ملتان کے اسماعیلی حکمران کو سبق سکھانے اور راجاؤں کی قوت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لیے اسے برصغیر میں مزید فوج کشی کرنا پری۔سلطان محمود غزنوی اور برصغیر میں انے سترہ حملوں کی وجہ سے شہرت پائی۔جن میں ملتان،بٹھنڈا، کانگڑا، متھرا اور قنوج، کالنجر پنجاب، گوالیار اور سب سے اہم معرکہ سومنات کی فتح تھا۔سومنات کی فتح صرف محمود غزنوی کی فتح نہیں تھی بلکہ اسلامی سلطنت کی ہندو شاہی پر کاری ضرت کی حیثیت بھی رکھتی تھی۔اس شکست سے ہندوؤں کے حوصلے پست ہو گئے۔

سلطان شہاب الدین غوری: سلطان محمود کی طرح شہاب الدین غوری بھی عظیم فاتح قرار پایا۔معز الدین غوری کے نام سے مشہور ہے۔سلطان محمود غزنوی کے کوئی دوسو سال بعد یہ فاتح ایک بار پھر ان کی ہندو ریاستوں کو فتح کرنے نکلا جنھوں نے دہلی، اجمیر، قنوج، بندھیل کھنڈ، گجرات، مالوہ اور بنگال میں سر اٹھا رکھا تھا۔ سلطنت غوریکو غزنویوں، ملتان کے اسماعیلیوں اور ہندو راجاؤں کی شورش سے بچانے کے لئے ضروری تھا کہ سلطان محمود غزنوی کی روایات کی پیروی کی جاتی چنانچہ 1170ء میں اس نے سب سے پہلے ملتان پر حملہ کیا۔اسماعیلی اُچ کی طرف گئے تو اگلے سال اس نے اچ پر بھی قبضہ کرلیا۔1178ء میں اس نے گجرات پر پھر حملہ کیا اور 1181ء میں لاہور۔1184ء میں سیالکوٹ پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے پنجاب کا الحاق اپنی سلطنت کے ساتھ کرلیا۔

سلطان محمود غزنوی اور محمد غوری کا موازنہ: غوری عہد جنگی فتوحات کے لحاظ سے غزنوی عہد سے ملتا جلتا ہے لیکن اس دور میں علمی اور معاشرتی تبدیلیوں کی رفتار زیادہ نہیں رہی کیونکہ سلطان محمد غوری کو اس طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں ملی۔البتہ یہ ضرور ہوا کہ برصغیر میں ایک اسلامی معاشرے اور سلطنت کے قیام کا جو آغاز محمد بن قاسم نے کیا تھا اور جسے محمود غزنوی نے تقویت دی تھی،اس عہد میں اپنے منطقی عروج کو پہنچ گئی اور بالآخر شمالی ہندوستان میں قطب الدین ایبک کے ہاتھوں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اسلامی سلطنت وجود میں آئی اس نے آگے چل کر اسلامی تہذیب وتمدن کے فروغ کی راہیں ہموار کریں۔

ملتان میں سب سے پہلے صوفی یوسف گردیزی تھے۔ وہ گیارھویں صدی عیسوی میں بغداد سے یہاں آگئے تھے۔دوسرے صوفی سلطان سخی سرور بارھویں صدی میں تشریف لائے۔سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ بہاؤ الدین زکریا (ملتان) بھی بارھویں صدی میں تشریف لائے۔انہوں نے فلاح و بہبود کے بھی بہت سے کام کئے۔ نہریں اور کنویں کھدوائے اور زراعت کے لئے کھیت تیار کئے اُچ کے سید جلال ادلین میر شاہ اور سندھ کے لال شہباز قلندر ان کے مریدوں میں سے تھے۔ بارھویں صدی عیسوی ہی کے اسماعیلی داعی شاہ شمس سبزواری ملتانی بھی اہمیت رکھتے ہیں۔انہوں نے سندھ اور پنجابی میں صوفیانہ کلام پیش کیا۔اگر چہ سلطان غوری علم وادب کی سرپرستی نہ کرسکا لیکن اس نے اجمیر میں بعض مدارس اور مساجد قائم کئے۔اس نے اپنے غلاموں کو بھی علوم وفنون اور جہانداری کی اتنی تعلیم دلائی تھی کہ جوان کے بعد اس کے نام کو زندہ رکھنے اور برصغیر کی وسیع مملکت پر حکمرانی کرنے کے اہل ہوئے۔قطب ادلین ایبک، شمس الدین التمس، محمد بن بختیار خلجی، ناصر ادلین قباچہ اور تاج الدین یلدوز اس کے ہی لائق فائق غلام تھے۔اگر ہم محمد بن قاسم سے لے کر قطب الدین ایبک تک کے اس دور کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ:

1۔ سیاسی فاتحین جن علاقوں تک گئے ،مسلمان تاجر، علما، صوفیا، طلبا اور سیاح بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچے۔ چنانچہ شمالی ہندوستان اور بنگال دو اہم اسلامی مراکز بن گئے۔

2۔ برصغیر ایک مرکز تلے آکر ایک سلطنت بننے کی صورت اختیار کرنے لگا۔

3۔ رفاہِ عامہ کے کام ہونے لگ۔

4۔ علم خواص کے ہاتھوں سے نکل کر مدرسوں اور خانقاہوں میں پہنچ گیا۔

5۔ افواج اور سول انتظامیہ کی باقاعدہ تنظیم ہونے لگی۔

6۔ دو بڑی تہذیبوں کے ٹکراؤ سے ان علاقوں کا اپنا تمدن وجود میں آنے لگا جو اپنی روح کے اعتبار سے اسلامی معاشرت کا حامل تھا۔

7۔ صوفیا عوام کے قریب رہ کر انہیں اسلام کی طرف مائل کرنے لگے۔

8۔ سیاسی اور مذہبی کوششوں سے مقامی باہمی رابطے کی زبان پیدا ہوئی جسے پہلے ہندی اور بعد میں اردو کہا جانے لگا۔عربی، ترکی اور فارسی کے بعد اردو میں بے شمار اسلامی کتابیں لکھیں گئیں۔

۔ تعمیرات میں انقلاب برپا ہوا۔مساجد اور مدرسے تعمیر ہوئے اور کھلی اور روشن تعمیرات وجود میں آنے لگیں۔

سلطان شہاب الدین غوری کی فتوحات

سلطان محمود کی طرح شہاب الدین غوری بھی عظیم فاتح قرار پایا۔ وہ معزالدین غوری کے نام سے بھی مشہور ہے۔سلطان محمود غزنوی کے کوئی سے دو سال بعد یہ فاتح ایک بار پھر ان کی ہندو ریاستوں کو فاتح کرنے نکلا جنہوں نے دہلی، اجمیر، قنوج، بندھیل کھنڈ، گجرات، مالوہ اور بنگال میں سر اُٹھا رکھا تھا۔سلطنت غوری کو غزنویوں، ملتان کے اسماعیلیوں اور ہندو راجاؤں کی شورشوں سے بچانے کے لئے ضروری تھا کہ سلطان محمود غزنوی کی روایت کی پیروی کی جاتی چنانچہ 1170ء میں اس نے سب سے پہلے ملتان پر حملہ کیا۔اسماعیل اُچ کی طرف بھاگ گئے تو اگلے سال اس نے اچ پر بھی قبضہ کرلیا۔1179ء میں اُس نے پشاور فتح کیا اور 1181ء میں لاہور۔1184ء میں سیالکوٹ پر قبضہ کرنے کے بعد اُس نے پنجاب کا الحاق اپنی سلطنت کے ساتھ رکھ لیا۔خسرو ملک جو قید سے چھوٹ تھا ایک بار پھر قسمت آزمائی کے لئے میدان میں آ گیا اور لاہور پر قابض ہوگیا۔ چنانچہ 1186ء میں سلطان غوری نے لاہور پر قبضہ کرکے غزنوی عہدِ حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

اس کے بعد سلطان کا زیادہ تر وقت راجپوتوں کے ساتھ جنگوں میں گزرا۔ چنانچہ ترائن کی دو جنگیں ہانسی بلند شہر، دہلی، کول اور قنوج کی جنگیں اہم ہیں۔ 1195ء میں غوری نے ان شہروں پر قبضہ کرلیا۔اس اثناء میں اس کے زیرنگرانی بختیار نے بہار اور بنگال (1199ء) میں قطب الدین ایبک نے دریائے سندھ اور گنگا کا وسیع علاقہ فتح کرلیا۔

مرکز کی منتقلی

1203ء میں غیاث الدین محمد غوری کا انتقال ہوگیا تو شہاب الدین معزالدین محمد غوری سلطان بن گیا۔اب شورشیں اور بغاوتیں پھر سر اُٹھانے لگیں۔ پنجاب میں کھوکھروں نے فساد شروع کر دیا۔ملتان پر ایک غلام ایبک نے قبضہ کرلیا۔سلطان نے ملتان پر حملہ کر کے بغاوت فرو کردی۔فروری 1206ء میں سلطان لاہور پہنچا اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کیا۔

15 مارچ 1206ء کو واپسی کے سفر میں اسے باغی اسماعیلیوں نے شہید کردیا۔جس وقت سلطان شہادت کے مرتبے پر فائز ہوا اُس وقت اسلام کا جھنڈا سارے شمالی ہندوستان پر لہرا رہا تھا۔اس کے بعد اس کا بھتیجا محمود غوری حکمران بنا لیکن تاج الدین یلدوز نے غزنی میں اس کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔تاہم برصغیر میں غوری سلطنت قائم رہی، جسے بالآخر قطب الدین نے اپنی سلطنت قرار دے دیا۔24 جون 1206ء کو لاہور میں اس کی تاج پوشی ہوئی۔اب سلطنت کا مرکز غزنہ نہیں بلکہ لاہور بن گیا۔اور یوں مرکز کی برصغیر میں منتقلی سے اسلامی مملکت کی بنیاد رکھ دی گئی۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

اثرات کا جائزہ

غوری عہد جنگی فتوحات کے لحاظ سے غزنوی عہد سے ملتا جلتا ہے لیکن اُس دَور میں علمی اور معاشرتی تبدیلیوں کی رفتار زیادہ نہیں رہی کیونکہ سلطان محمد غزنوی کو اس طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں ملی۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ برصغیر میں ایک اسلامی معاشرے اور سلطنت کے قیام کا جو آغاز محمد بن قاسم نے کیا تھا۔ اور جسے محمود غزنوی نے تقویت دی تھی، اس عہد میں اپنے منطقی عروج کو پہنچ گئی۔ اور بالآخر شمالی ہندوستان میں قطب الدین ایبک کے ہاتھوں جو اسلامی سلطنت وجود میں آئی اُس نے آگے چل کر اسلامی تہذیب وتمدن کے فروغ کی راہیں ہموار کر دیں۔

سوال نمبر 5 درج ذیل میں سے کسی دو پر نوٹ لکھیں:

(الف) دہلی سلاطین کا صوبائی نظام حکومت

(ب) محمد بن قاسم کی فتح کے سندھ پر اثرات

جواب۔

فتح سندھ کے اثرات: تاریخ پاکستان میں سندھ کی فتح کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمدورفت شروع ہو چکی تھی۔ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ مگر اسلام کی اشاعت کیلئے جس سیاسی پشت پناہی کی ضرورت ہوتی ہے اس کی بنیاد سندھ کی فتح کے ساتھ رکھی گئی۔

ا۔ ہندوستان کے مستقبل اور تاریخ پر فتح سندھ کے دور رس اثرات پیدا ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ شمالی ہندوستان میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی چھاپ پڑنے لگی۔

۲۔ مسلمان مبلغوں، علماء اور مشائخ کا ہندوستان میں آنا آسان ہو گیا اور یوں اسلامی اثرات تیزی سے پھیلنے لگے۔ سیاسی طور پر مقامی جاٹوں، زمینداروں مثلاً لوہانوں، سومروں اور سموں کو برہمنوں کی غلامی سے نجات ملی۔

۳۔ لوگوں کو رواداری اور مساوات اور درگزر جیسی اخلاقی اقدار کا علم ہوا۔

۴۔ منصورہ، بھنبھور، اچ، سیہون اور ملتان میں علمی مراکز قائم ہوئے۔ ہندی کتابوں کے عربی ترجمے ہونے شروع ہوئے۔ سدھانت جیسی ریاضی فلکیات کی اہم کتاب اور چانکیہ کی طبی اور سیاسی کتابوں کے تراجم اسی دور میں ہوئے۔

۵۔ تجارت کو فروغ ہوا۔ دیبل، نیرن کوٹ، سیوستان، خضدار، ارور، منصورہ، ملتان، گجرات، مالابار اور بنگال اہم تجارتی مراکز بنے۔

۶۔ صنعت وحرفت کو غیر معمولی ترقی حاصل ہوئی۔ کوفے کے کاریگروں نے سندھیوں کو چمڑا نرم کرنا سکھایا۔ یہاں تک کے سندھ کا چمڑا دنیا بھر میں مشہور ہو گیا۔

۷۔ عربوں نے سندھ کو دو کوہان والا ''بختائی'' اونٹ دیا۔ جو یہاں کی آب وہوا میں خوب کام کرتا تھا۔ گھوڑوں کی نسلیں اتنی بڑھیں کہ سندھ سے کچھ اور کاٹھیاواڑ تک پہنچ گئیں۔

(ج) مسلم فاتحین کے زیر اثر اہم علمی وتہذیبی مراکز

جواب۔

اسلامی حکومت کے قیام کے بعد اثرات۔

مسلم فاتحین کے زیر اثر برصغیر میں مسلمانوں کی آمد، اُن کے قیام اور بود وباش سے رفتہ رفتہ ایک مسلم معاشرے کا قیام ممکن ہو سکا۔ اُن کے حسنِ عمل اور تبلیغی سرگرمیوں سے مقامی آبادی کی بڑی تعداد بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوتی چلی گئی۔ اسلام کی تعلیم بہت سادہ اور دلنشین تھی، اس لئے صدیوں سے ذات پات کی تفریق نے اُلجھی ہوئی اور برہمنیت کی کچلی ہوئی انسانیت نے اس تعلیم میں اُمن اور نجات کی صورت دیکھی، صفائی، طہارت، مساوات، انصاف اور علم کی روشنی اسلام کی ایسی خصوصیات تھیں جن سے یہ دین عام وخاص کے لئے قابل قبول بن گیا۔

مثال کے طور پر محمد بن قاسم نے 712ء میں دیبل فتح کیا۔ یہاں چار ہزار عرب مسلمان آباد ہوئے اور مسجد تعمیر کی گئی۔ اِس طرح دوسرے شہروں میں بھی مسجدیں اور درسگاہیں قائم ہوئیں۔ چنانچہ دوسرے علاقوں میں بھی اسلامی تہذیب کے اثرات پھیلتے رہے اور سندھ کی جو اقوام نیم وحشی تھیں، تہذیب وترقی کی زندگی بسر کرنے لگیں۔ ان پر اسلامی تعلیم وتمدن کے اثرات غالب آگئے۔ اس طرح جو معاشرہ وجود میں آیا، وہ جھوٹ فریب، دھوکے سے پاک اور لوگ قول کے

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سچے تھے۔ ناپ تول میں کمی نہ کرتے تھے۔ اس طرح محمود غزنوی کی فتوحات کے نتیجے میں بہت سے ایرانی اور افغانی خاندان پنجاب میں آ کر آباد ہو گئے ۔مسلمانوں فوجوں کے ہمراہ کئی مسلمان مبلغ بھی آئے اور یہاں آباد ہو گئے ۔ان کی تبلیغ اور روحانیت سے برصغیر میں اسلام کی خوب اشاعت ممکن ہوسکی۔ ایسے ہی محمد غوری کی پالیسی سے اسلامی سلطنت قائم ہوئی اور تبلیغ دین کو تقویت ملی۔ اس طرح ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا، جہاں عدل وانصاف تھا اور غیر مسلموں سے رواداری کا سلوک کیا جاتا تھا۔ اُس زمانے میں وسطی ایشیا میں مسلمان حکومتیں منگولوں کے سیلاب کے ساتھ بہہ رہی تھیں ۔لیکن برصغیر میں ایک نئی مضبوط ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے ساتھ اسلامی ثقافت اور علوم وفنون کو فروغ حاصل ہوا۔

ثقافتی اثرات مسلمانوں کی آمد سے، خصوصاً محمود غزنوی کے حملوں کے بعد برصغیر میں اسلام کی تبلیغ واشاعت میں بڑی مدد ملی ۔لباس، خوراک اور رہن سہن میں تبدیلی آئی۔ اس طرح علم وادب کو فروغ حاصل ہوا، فن تعمیر اور اسلامی تہذیب وتمدن کی ترقی وترویج کے سلسلے میں نہایت مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی زبانوں، تہذیبوں اور ثقافتوں کے ملاپ سے ایک نئی تہذیب پیدا ہوئی جو ہندوستانی تہذیب کہلائی ۔سندھی رسم الخط، سندھی زبان پھر اُردو زبان اِسی تہذیب کی پیداوار تھی۔

معاشی اثرات ہندو برہمنوں نے اپنے مندروں میں بے اندازہ دولت جمع کر رکھی تھی ۔محمود غزنوی کے حملوں کے نتیجے میں یہ دولت مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی اور عالم اسلام پر صرف ہونے لگی ۔محمود غزنوی نے اِس دولت سے اپنی فوج کی تنظیم نو کی، اپنی سلطنت کو مستحکم کیا اور غزنہ میں عالی شان عمارت سر اُٹھانے لگیں۔ برصغیر میں فوری طور پر سونے چاندی کے ذخیرے کم ہو گئے ۔لیکن چونکہ یہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اُس وقت یہاں لوٹ کھسوٹ کرنے والے برہمن اپنا اثر ورسوخ کھو چکے تھے، اِسی لئے چند ہی برسوں میں کسانوں کی خوشحالی میں اضافہ ہو گیا۔ عربی نسل کے گھوڑوں اور اُونٹوں کی افزائش ہونے لگی ۔اور کھجوروں کی بہتات ہوگئی۔ تجارت کو دیانت اور امانت کی بنیادوں پر استوار کیا گیا۔ جس نے ہندوستان کی معیشت کو استحکام حاصل ہوا۔

علمی اثرات اُس دور میں علوم وفنون کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ عباسی خلفاء نے ہندی کتابوں کے تراجم میں دلچسپی لی، چنانچہ فلکیات کی کتابیں سدہانت، آریہ بھٹ اور کھنڈیا کھنڈ سنسکرت سے عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ ہندوستانی اعداد اور صفر لکھنے کے طریقہ کو مسلمانوں نے ترقی دے کر عربی ہندسوں سے روشناس کرایا۔ اس سے گنتی لکھنا آسان ہو گیا۔ طِب پر ہندو پنڈتوں کی کتابیں خصوصاً سشرت، چرک اور چانکیہ کی کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئے۔ نویں صدی عیسوی کے اواخر میں قرآن مجید کا سندھی ترجمہ ہوا۔ اس سے سندھی زبان میں اسلام کی اشاعت کو فروغ حاصل ہوا۔

کاظمی اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔